بلّغوا عنّی ولو آیة
جسے سُنکر بہار آئے جہانِ دین و ایماں میں
سُنائی ہے مجھے دنیا کو پھر وہ داستاں فانی
اچھی تقریریں
سوم
مرتّب
مفتی محمد اسرائیل قاسمی میرٹھی
ناظم جامعہ سبیل الفلاح ہرّہ موڑ، میرٹھ، یوپی، انڈیا
خورشید بکڈپو جامعہ سبیل الفلاح ہرّہ موڑ
پوسٹ ہرہ تحصیل سردھنہ ضلع میرٹھ یوپی پن ۲۵۰۳۴۲

بلّغوا عنی ولو اٰیۃ

جسے سنکر بہار آئے جہانِ دین وایماں میں
سنانی ہے مجھے دنیا کو پھر وہ داستاں فانیؔ

اچھی تقریریں

سوم

مرتب

مفتی محمد اسرائیل صاحب قاسمی میرٹھی
ناظم جامعہ سبیل الفلاح ھرہ موڑ
میرٹھ۔ یوپی۔ انڈیا

ناشر

خورشید بکڈپو جامعہ سبیل الفلاح ھرہ موڑ
پوسٹ ھرہ تحصیل سردھنہ ضلع میرٹھ یوپی۔ پن ۲۵۰۳۴۴

اس کتاب کو **PDF** کی
شکل میں تبدیل کرنے
والا آپ سے دعاء کی
درخواست کرتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی ہم دعا گو ہیں ___ عمل میں جان پیدا کر

جو تیرے در پہ ہو مقبول ___ وہ ایمان پیدا کر

یہ چھپّر جھونپڑی فاقہ کشی منظور ہے ہم کو

مگر نسلوں میں ہماری داعی اسلام پیدا کر

مجاھد گڈاوی ابن مولانا نور عالم

صاحب نور اللہ مرقدہ

عورت
اور
حق وراثت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الکریم أمَّا بَعْدُ!

فَأعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰه الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِمَّاتَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالاَ قْرَبُوْنَ

وَلِلنِّسَاءِ نَصِیْبٌ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّاقَلَّ

مِنْهُ اَوْ کَثُرَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضاً○

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" : تَعَلَّمُوْا

الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ. صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْم

میرے دوستو! آج کی اس مبارک مجلس میں میری تقریر کا عنوان عورت اور حق وراثت ہے موضوع کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر درخواست کی جاتی ہے کہ توجہ کے ساتھ سنا جائے، اور میدان عمل میں اترنے کی پوری پوری کوشش کی جائے، نیز قرآن وحدیث کے اس حکم کی اس قدر تبلیغ کی جائے کہ غفلت کی نیند میں سوئی ہوئی قوم وملت بیدار ہو جائے تو لیجئے، ذرا کان کھول کر سنئے، اگر قطروں کو جمع کر دیا جائے تو دریا اور سمندر بن جاتا ہے، اگر ذرے مل جائیں تو پربت اور پہاڑ بن جاتا ہے۔

اگر بنولے پر محنت کی جائے تو عمدہ قسم کا لباس بن جاتا ہے۔

اگر موتی پرودئے جائیں تو حسینوں کے گلے کا ہار بن جاتا ہے۔

اگر افراد پر محنت کی جائے تو وہ محدث مفسر اور زمانہ کے امام بن جاتے ہیں، اور اگر چنگاری کو نہ بجھایا جائے تو وہ شعلہ بن کر نہ جانے کتنی چیزوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتی ہے، اگر خود بخود اگنے والی جھاڑیوں کو نہ کاٹا جائے تو خوفناک جنگل تیار ہو جاتا ہے، اگر دریا

سے رسنے والے پانی کو بند نہ کیا جائے تو وہ سیلاب بن جاتا ہے، اگر
بچوں کی تربیت نہ کی جائے تو وہ ڈاکو اور لٹیرے بن جاتے ہیں۔
اور اگر معاشرہ اور سماج کی برائیوں کو نہ روکا جائے تو وہ خدا کا
عذاب بن جاتی ہیں چنانچہ آج ہمارے سماج میں جہاں بے شمار
برائیاں ہیں ان میں سے ایک بہت خطرناک برائی عورت کو وراثت
کے حق سے محروم کرنا بھی ہے، مذہب اسلام نے دنیا میں انسانوں
کے حقوق کی جس قدر رعایت کی ہے اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی
شاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں
ہوسکتا جس کے شر اور برائی سے اس کا پڑوسی مطمئن نہ ہو شاہ دوجہاں
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھ
ہے وہ اپنے مسلمان کا اکرام کرے، شاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم
زمین پر بسنے والے ہر انسان کے اوپر رحم کرنے کی ہدایت فرمائی شا
دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کا ایمان نہیں جس میں
امانت داری نہیں، شاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسروں
ساتھ عدل وانصاف کا حکم دیا شاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم
صداقت وسچائی کی تعلیم دی شاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے نا

تول کو صحیح رکھنے کی ہدایت دی شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ناحق خون بہانے سے منع فرمایا شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کا مال اس کی اجازت اور خوشدلی کے بغیر حلال نہیں۔

مذہب اسلام نے والدین کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے اولاد کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے استادوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے شاگردوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے مالداروں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے غریبوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے حاکموں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے رعایا کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے بڑوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے چھوٹوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے مردوں کے حقوق بتائے، مذہب اسلام نے عورتوں کے حقوق بتائے، قربان جائیں مذہب اسلام پر کہ انسان تو انسان مذہب اسلام نے جانوروں کا حق بھی بتایا، الغرض ان تمام حقوق میں عورت کا حق وراثت ہے۔

میرے دوستو !حق وراثت مذہب اسلام میں عورتوں کے لئے وہ عظیم تحفہ ہے کہ جس سے ساری دنیا کے دھرم

اور مذہب خالی ہیں مذہب اسلام سے پہلے عورت کی کوئی عزت
نہ تھی عورت کو پاؤں کی جوتی سمجھا جاتا تھا عورت کو سانپ سے بھی
زیادہ زہریلی اور خطرناک سمجھا جاتا تھا کہا جاتا تھا کہ سانپ کے
ڈسے کا علاج ممکن ہے، مگر عورت کے ڈسے کا علاج ممکن نہیں،
عورت کو شر اور برائی کی بیٹی کہا جاتا تھا عورت کو سلامتی کی دشمن کہا
جاتا تھا لوگ اپنے گھروں میں لڑکی کا پیدا ہونا برداشت نہیں
کر پاتے تھے جانوروں کی طرح عورت کو بیچا اور خریدا جاتا تھا
مذہب اسلام سے پہلے عورت کی کوئی پوزیشن نہ تھی عرب کا درندہ
باپ ولادت کے وقت ننگی تلوار لے کر گھر کی چوکھٹ پر کھڑا
ہو جاتا تھا اگر اسے لڑکا پیدا ہونے کی خبر ملتی تو خوشیاں منائی
جاتیں اور اگر لڑکی پیدا ہونے کی خبر ملتی تو اس کا خون کھول جاتا تھا
اور شرم وحیاء کے تمام پردوں کو چاک کر کے عورت کے پاس
جاتا اور اپنی اس معصوم بچی کو کہ جس نے ابھی دنیا میں نئی نئی
آنکھیں کھولی ہیں، جس نے ابھی کوئی جرم نہیں کیا ہے، جس نے
ابھی تک اپنی ماں کی گود اور چھاتی سے لگ کر دودھ تک نہیں پیا
ہے عرب کا درندہ باپ اسے ہاتھ میں لیتا اور اپنی ننگی تلوار سے دو

ٹکڑے کر دیتا تھا۔

میرے بھائیو !مذہب اسلام نے ظلم وستم کی چکی میں پسنے والی عورت کو ذلت وپستی کی غار سے نکال کر عزتوں کا ہار پہنایا، فرمایا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اَلدُّنیا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیرُ مَتَاعِ الدُّنیا اَلمرأۃُ الصَّالِحَۃُ'' کہ ساری دنیا نفع کی چیز ہے اور دنیا میں سب سے بہتر نفع کی چیز نیک عورت ہے، رب کائنات نے فرمایا والدین اور قریبی رشتہ داروں نے اپنے مرنے کے بعد جو بھی مال ودولت چھوڑا ہے اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے، تقسیم میراث خدا کا قانون ہے جو شخص خدا کے اس قانون کو توڑے گا اس کے لئے جہنم کی وعید ہے، فرمایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اپنے وارث کی میراث کو ختم کر دیا تو اللہ پاک قیامت کے دن جنت سے اس کی میراث اور حصہ ختم کر دیں گے۔

محترم حضرات !مذہب اسلام ہم سب کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو سب سے پہلے اس کے مال ودولت میں سے کفن دفن کا انتظام کیا جائے اس کے بعد اگر اس کے

ذمہ کسی کا قرض ہے تو اس کو ادا کیا جائے یہاں تک کہ اگر بیوی کا مہر باقی ہو تو اس کو بھی ادا کیا جائے اس کے بعد مرنے والی کی جائز وصیت کو پورا کیا جائے ان تینوں حقوق کو ادا کرنے کے بعد اگر مال بچ جاتا ہے تو اس کو قرآن وحدیث کے فیصلہ کے مطابق وارثوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے اسی کا نام حق وراثت ہے۔

افسوس صد افسوس ! آج کی مسلم سوسائٹی شریعت کے اس حکم سے بہت دور ہے غفلت اپنی انتہاء کو پہنچ چکی ہے، کتنے مسلمان ہیں کہ وراثت کے فریضہ کو جانتے ہی نہیں جب کہ پروردگار عالم نے قرآن مقدس کے اندر سورۃ النساء میں تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان فرمایا ہے بخاری شریف کے اندر حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے دنیا میں کسی کی ایک بالشت زمین بھی ناحق لی ہوگی تو کل قیامت کے دن ساتوں زمین میں سے اس ایک بالشت کے برابر زمین کا حصہ طوق اور ہار بنا کر گلے میں ڈال دیا جائے گا "مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ"

میرے دوستو ! صحابہ نے وراثت کا حق ادا کیا تابعین

نے وراثت کا حق ادا کیا تبع تابعین نے وراثت کا حق ادا کیا اولیاء اللہ اور بزرگان دین نے وراثت کا حق ادا کیا وہ حضرات وراثت کے معاملہ میں کس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے امام ابوحنیفہؒ کسی بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اس بیمار کی عیادت فرماتے ہیں ابھی آپ وہیں تشریف فرما ہیں اس بیمار کے انتقال کا وقت آجاتا ہے اور اس پر موت کی کیفیت شروع ہوجاتی ہے امام صاحب یہ سوچتے ہیں کہ یہ شخص اب تھوڑی دیر کا مہمان ہے چنانچہ کچھ دیر کے بعد اس بیمار کا انتقال ہوجاتا ہے انتقال کے فوراً بعد امام ابوحنیفہؒ وہاں جلنے والے چراغ کو بجھا دیتے ہیں لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ اب تو چراغ اور روشنی کی ضرورت تھی چراغ بجھانے کی وجہ کیا ہے، امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہی وقت چراغ کو بجھانے کا تھا، اس لئے کہ جب تک یہ بیمار زندہ تھا تو یہ چراغ اس کی ملکیت میں تھا اور اس کا جلانا جائز تھا، اس کے انتقال کے بعد یہ چراغ اس کے وارثوں کی ملکیت میں چلا گیا ہے اور اب وارثوں کی اجازت کے بغیر اس کا جلانا اور استعمال کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، اس واقعہ سے وراثت کے مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

میرے بھائیو !ہم سب کو چاہئے کہ دنیا میں حق والے کا حق ادا کر کے اپنے معاملہ کو صاف کر لیں چونکہ آخرت کا معاملہ بڑا سخت ہے، وہاں دوسروں کا حق ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی مال و دولت نہ ہوگا، اگر ہم نے دنیا میں دوسروں کا حق ادا نہ کیا ہوگا تو خدا کی بارگاہ میں انسان کی نیکیوں سے حقوق کی ادائیگی ہوگی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور حقوق باقی رہ جائیں گے تو حق والے کے گناہ اس پر لاد دئے جائیں گے، دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم سب کو دوسروں کا حق ادا کرنے کی اور حق وراثت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

علم و عمل
اور
علماء کی ذمہ داریاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ، وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ.

میرے دوستو! آج کی اس مبارک محفل میں میری

تقریر کا عنوان ہے علم وعمل اور علماء کی ذمہ داریاں ۔ یوں تو انسان پر اللہ کی نعمتیں اس قدر ہیں کہ ان کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

چناں چہ قرآن پاک کہتا ہے ''وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا '' اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے مگر اللہ پاک کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان ہے اور ایمان کے بعد سب سے بڑی نعمت علم ہے۔

★ علم وہ دولت ہے جو نبیوں کی میراث ہے۔
★ علم وہ دولت ہے جس کو چرایا نہیں جا سکتا۔
★ علم وہ دولت ہے جس کو چھینا نہیں جا سکتا۔
★ علم وہ دولت ہے جس کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا۔
★ علم وہ دولت ہے جس کو دریا اور سمندر ڈبو نہیں سکتا۔
★ علم وہ دولت ہے جس کو آگ کے شعلے جلا نہیں سکتے۔
★ علم وہ دولت ہے جو فنا اور ختم نہیں ہو سکتی۔
★ علم وہ دولت ہے جو مالدار کو بھی پیچھے چلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔
★ علم وہ دولت ہے جو مرنے کے بعد بھی کام آتی ہے۔

★ علم وہ دولت ہے جس نے مٹی سے پیدا ہونے والے آدمؑ کو فرشتوں پر بلندی عطا کی۔

میرے بھائیو: علم کے مقام اور مرتبہ کا کیا ٹھکانہ

★ حدیث میں آتا ہے کہ علم سیکھنے اور سکھانے والا سب سے بڑا سخی ہے۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ علماء کی نیند بھی عبادت ہے۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ علم کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نفل نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ کسی عالم کی مجلس میں بیٹھنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں رہتا ہے جنت اس کی تلاش میں رہتی ہے۔

★ حدیث میں آتا ہے کہ علم دین حاصل کرو ماں کی گود سے

لے کر قبر تک الغرض بہت ساری حدیثوں میں علم کی فضیلت آئی ہے ہمیں چاہئے کہ علم حاصل کرنے کے لئے تن من دھن کی بازی لگادیں۔

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ سچا پکا طالب وہ ہے جو مدرسہ کو اپنا وطن اور کتاب کے کاغذ کو اپنا کفن سمجھتا ہو۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

علم کی پیاس اور طلب دیکھئے کہ علامہ ابن تیمیہ کو بادشاہ وقت نے کسی فتوے کے نہ دینے پر جیل میں ڈال دیا، تین دن گذر جاتے ہیں ایک نوجوان طالب علم بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اس قدر روتا ہے کہ ہر دیکھنے والے کا دل پسیج جاتا ہے قوی امید لگائی جاتی ہے کہ بادشاہ سلامت اس کی مراد کو ضرور پورا کریں گے جب بادشاہ کی نظر اس پر پڑتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ تم اتنا کیوں رو رہے ہو بتاؤ تو سہی تمہاری مراد ضرور پوری کی جائے گی نوجوان طالب علم فریاد کرتا ہے کہ مجھے جیل خانہ میں بھیج دیا جائے، اس لیے کہ تین دن سے میرا سبق چھوٹ رہا ہے میں جیل خانہ کی مشقتیں

برداشت کرلوں گا، اور اپنے استاذ محترم علامہ ابن تیمیہ سے وہیں سبق پڑھ لیا کروں گا، اے کاش پروردگار عالم ہمیں بھی علم کی ایسی سچی طلب نصیب فرمائے۔

محترم حضرات: علم کے ساتھ عمل کی بے انتہا ضرورت ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ علم عمل کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے کھل جائے تو داخل ہوجاتا ہے ورنہ رخصت ہوجاتا ہے، علم بغیر عمل کے وبال جان ہے، علم بغیر عمل کے ایسا ہے جیسا کہ درخت بغیر پھل کے جس طرح چراغ بغیر جلے روشنی نہیں دیتا ہے، علم بھی بغیر عمل کے روشنی نہیں دیتا بے عمل عالم کی مثال اس گدھ کی سی ہے جو فضا میں اڑتا ہے مگر مردار کھاتا ہے، قرآن پاک میں بے عمل علماء کو ان گدھوں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جن کے اوپر بوجھ لدا ہوا ہو، شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

علم چندانکہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند
چار پایہ برو کتابے چند

ایک مرتبہ کی بات ہے بارش کا موسم ہے اور راستہ میں
پھسلن ہے حسن بصریؒ نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف جارہے
ہیں، سامنے سے ایک چھوٹی سی بچی نظر آتی ہے آپ اس بچی سے
فرماتے ہیں کہ احتیاط سے چلنا پھسل مت جانا وہ بچی جواب دیتی
ہے کہ میرے پھسلنے سے میری ذات کو نقصان ہوگا مگر جناب آپ
مت پھسل جانا اس لئے کہ آپ کے پھسلنے سے پوری قوم وملت کا
نقصان ہوگا۔

میرے بھائیو !یہ بات حقیقت ہے کہ عوام الناس کی
کوتاہی دین پر دھبہ نہیں بنتی جب کہ علماء کی کوتاہی دین پر دھبہ بنتی
ہے پس عوام الناس سے زیادہ علماء کو اصلاح کی ضرورت ہے خدا
پاک ہم سب کو علم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

پیارے دوستو !قوم وملت کو علم پر عمل کرنے والے
علماء کی بے انتہاء ضرورت ہے تاریخ گواہ ہے کہ اس امت کی کشتی
جب بھی بھنور میں پھنسی ہے، تو ان بوریوں پر بیٹھنے والے علماء اور
اہل اللہ نے اسے ساحل پر لگایا ہے، باطل نے اگر اس امت کے
عقائد وافکار پر حملہ کیا تو خالص توحید کا جام پینے والے ان علماء نے

اپنی زبان کی قوت اور قلم کی طاقت کو استعمال کیا باطل نے اگر اپنے مادی وسائل اور طاقت کا استعمال کیا تو علماء نے اپنے فولادی بازؤں سے اس کا منہ توڑ جواب دیا، امت کی تشنگی اور پیاس کو سیرابی سے بدلنے کا فریضہ علماء ہی نے انجام دیا ہے، حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اگر علماء نہ ہوتے تو عوام الناس ڈھور ڈنگروں کی طرح زندگی بسر کرتے۔

اسلام کے نوجوانو ! اکبر بادشاہ کے زمانہ میں سود کو حلال کر دیا گیا، غسل جنابت منسوخ کر دیا گیا، مردوں کے لئے سونے کا استعمال حلال کر دیا گیا خنزیر اور کتا پاک شمار ہونے لگا مسجدیں ڈھائی جاتی تھیں اور مندر بنائے جاتے تھے الغرض بے دینی کا دور دورہ تھا اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہندوستان سے دین اسلام کا نام ونشان مٹ جائے گا لیکن اللہ کا دستور ہے کہ رات کی اندھیری کے بعد دن کا اجالا آتا ہے، موسم خزاں کے بعد بہار آتی ہے، اور ہر فرعون کے لئے موسیٰ آتا ہے خدا کے اسی دستور کے مطابق، شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانیؒ سرہند کی زمین سے اٹھتے ہیں اور دین اکبری کے خلاف میدان میں آتے ہیں گوالیر کی جیل

میں ان کو قید کر دیا جاتا ہے، مگر قید خانہ کی بھی کایہ پلٹ کر رکھ دیتے ہیں اور ان کی مسلسل محنتوں کے نتیجہ میں مذہب اسلام کے لئے راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کو لالچ دیا گیا کہ انگریز کے خلاف تقریر مت کرو سالانہ پچاس ہزار روپئے ملیں گے اگر ہم جیسا کوئی انسان ہوتا تو اس دور کی اتنی بڑی رقم کو شاید قبول کر لیتا مگر قربان جاؤ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ پر کہ مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہیں میاں جاؤ، یہ جال کسی اور پر ڈالنا۔

امام احمد ابن حنبلؒ کی استقامت دیکھئے کہ پیروں میں زنجیریں ڈالیں گئیں قید کیا گیا جیل میں ڈالا گیا جلاد دکھائے گئے کوڑے لگائے گئے دھمکیاں دی گئیں سب کچھ ہوا مگر حق وصداقت کا پہاڑ ٹس سے مس نہ ہوا اور ظلم وستم کی پرواہ کئے بغیر ان کی زبان حق بولتی رہی، اسی حق گوئی اور بے باکی کی وجہ سے جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ دیکھ کر بیس ہزار لوگ مسلمان ہو گئے تھے، دوسری طرف ہم لوگ ہیں کہ دنیا والے ہماری زندگی کو دیکھ کر اسلام سے دور بھاگتے ہیں۔

انگریز گواہی دیتا تھا کہ نوے ہزار ہندوؤں نے خواجہ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی استقامت کو سلام، مالٹا کی جیل میں ایک مرتبہ حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ سے فرمایا کہ حضرت اگر ممکن ہو سکے تو کوئی حیلہ کیا جائے تا کہ آپ ظالم انگریزوں کی سزا سے بچ جائیں یہ بات سن کر عزم و استقلال کے پہاڑ شیخ الہندؒ کے چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمانے لگے کہ حسین احمد تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔

میں روحانی بیٹا ہوں حضرت بلال کا۔

میں روحانی بیٹا ہوں حضرت خبیب کا۔

میں روحانی بیٹا ہوں حضرت سمیہ کا۔

میں روحانی بیٹا ہوں حضرت امام مالک کا جن کا منہ کالا کر کے مدینہ کے اندر گھمایا گیا، میں روحانی بیٹا ہوں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا جن کی لاش جیل سے باہر نکلی میں روحانی بیٹا ہوں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا جن کو اتنے کوڑے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو بھی مارے جاتے تو وہ بلبلا جاتا۔

میں روحانی بیٹا ہوں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا جن کے ہاتھوں کو کلائیوں کے نزدیک سے توڑ کر بیکار بنا دیا گیا، حسین احمد! کیا میں ان فرنگیوں کے سامنے شکست تسلیم کر سکتا ہوں؟ ہر گز نہیں، یہ میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہیں مگر میرے دل سے ایمان نہیں نکال سکتے۔

افسوس صد افسوس ہمارے حال پر ماضی کے علماء تو حلال مال سے بھی اپنا پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ہم حرام مال سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں، ماضی کے علماء چٹائی کے اوپر بھی ساری رات نہیں سوتے تھے، آج ہم نرم بستروں پر پوری رات غفلت کی نیند سوتے ہیں۔

ماضی کے علماء ہر وقت دین کی خاطر مر مٹنے کے لئے تیار تھے آج ہم غفلت کی چادر تانے ہوئے ہیں ماضی کے علماء دنیا کے کسی بھی کونے پر مسلمان کو مظلوم دیکھ کر تڑپ جاتے تھے آج ہمیں پڑوسی پر بھی ظلم وستم کا احساس نہیں ہوتا، ماضی کے علماء کی زندگی کو دیکھ کر دوسرے لوگ ایمان قبول کر لیتے تھے آج ہمیں دیکھ کر اپنے بھی دور بھاگتے ہیں، ماضی کے علماء کی زندگی آئینہ کی

طرح صاف اور شفاف تھی، آج ہماری زندگی سیاہ اور داغ دار ہے، ماضی کے علماء کا جاگنا تو درکنار سونا بھی عبادت تھا آج ہم گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہیں۔

ماضی کے علماء کی نظر خدا پر تھی آج ہماری نظر دنیا پر ہے الغرض چاروں طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے، علماء کو چاہئے کہ اخلاص اور استغناء کے ساتھ زندگی گذاریں ہماری نظر لوگوں کی جیب کے بجائے اللہ کے خزانوں پر ہو دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو علم پر عمل اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

والدین کا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْ

اصْطَفٰی أَمَّا بَعْدُ!

فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْ

کَرِیْمًا" وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ "اَلْجَنَّۃُ تَحْ

أَقْدَامِ الْأُمَّھَاتِ".

صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

خدمت مادر پدر کن صبح وشام

تا کہ باشی در دو عالم نیک نام

پیارے دوستو ! آج کی اس مبارک مجلس میں میری تقریر کا عنوان والدین کا مقام ہے، اللہ پاک مجھے اخلاص کے ساتھ بولنے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، خداوند قدوس نے کلام پاک میں فرمایا کہ اپنے والدین کو اف تک مت کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی کے ساتھ بات کرو حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت ماں کے قدموں میں ہے، ایک مرتبہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا "مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِہٖ" یارسول اللہ اولاد کے اوپر ماں باپ کا کیا حق ہے، آپ نے فرمایا "ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ" وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں، یعنی اگر تم نے ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تو جنت میں جاؤ گے، اور اگر تم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو ستایا تو جہنم تمہارا ٹھکانہ ہوگا، حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی نیک اولاد اپنے ماں باپ کی طرف پیار ومحبت کی نظر سے دیکھے تو اللہ پاک ایک مرتبہ دیکھنے پر حج مقبول کا ثواب عطا کرے گا، صحابہ نے عرض کیا اگر چہ ایک دن میں سو مرتبہ دیکھے، شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے والدین زندہ ہیں اور وہ ان کو پیار

ومحبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور حج مقبول کا ثواب کماتے ہیں۔

محترم حضرات! آج کے دور میں والدین کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے ان کو ستایا جاتا ہے ان کو مارا اور پیٹا جاتا ہے، ان پر ظلم کیا جاتا ہے، اسی پر بس نہیں بلکہ والدین کو قتل بھی کر دیا جاتا ہے افسوس صد افسوس والدین کے ساتھ ہمارا یہ معاملہ کتنا بھیانک اور بدترین جرم ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جس شخص سے اس کے والدین راضی ہوں میں بھی اس سے راضی ہوں حدیث میں آتا ہے کہ والدین کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ والدین کی نافرمانی بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ پاک کی رضامندی والدین کی رضامندی میں ہے، اور اللہ پاک کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ والدین کا نافرمان شب براءۃ جیسی اہم رات میں بھی مغفرت اور رحمت سے محروم کر دیا جاتا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص رزق کی فراوانی اور لمبی عمر کی تمنا رکھتا ہے اسے چاہئے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، حدیث میں آتا ہے کہ باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اگر تم چاہو تو

اس کی حفاظت کرلو اور اگر تم چاہو تو اس کو ضائع کردو حدیث میں آتا ہے کہ جس نے ہر جمعہ کو اپنے والدین کی قبر کی زیارت کی تو اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور جہنم سے نجات لکھی جاتی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی والدین کو روتا چھوڑ کر جہاد میں شرکت کے لئے تشریف لاتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو واپس لوٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جاؤ ان کو ہنساؤ جیسا کہ تم نے ان کو رلایا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ تمام فرشتوں میں سب سے اعلیٰ اونچا مقام رکھنے والے فرشتہ جبرئیل امین علیہ السلام بدعا فرماتے ہیں کہ ہلاک اور برباد ہوجائے وہ انسان جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کی حالت میں ہوں اور وہ ان کی خدمت کرکے اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنالے (سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بددعا پر آمین فرمایا، بزرگوں کا مقولہ ہے کہ اگر علم چاہئے تو استاد کی خدمت کرو اور اگر دولت چاہئے تو ماں باپ کی خدمت کرو۔

مسلمانو !ایک مرتبہ حضرت حلیمہ سعدیہ تشریف لاتی ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور

اپنی چادر مبارک اتار کر حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے قدموں میں بچھا دیتے
ہیں صحابہ کرام حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ کون خوش نصیب عورت ہے
جس کے لئے ساری کائنات کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی چادر بچھا دی ہے، پتہ چلتا ہے کہ یہ آپ کی دودھ پلانے والی ماں
حضرت حلیمہ سعدیہؓ ہیں اندازہ لگائیں، کہ شہنشاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ
وسلم نے کتنی عزت و آبرو سے ماں کو نوازا ہے، حضرت اویس قرنیؓ کو
دیکھئے کہ ماں کی بیماری اور خدمت کی وجہ سے پوری زندگی آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو ان کی یہ عادت اور طریقہ اتنا پسند آتا ہے کہ صحابہ کرام کے سامنے
ان کی تعریف فرماتے ہیں نیز اپنے صحابہ سے فرماتے ہیں اگر تمہاری
ان سے ملاقات ہو جائے تو استغفار کی دعا کرانا۔

میرے دوستو ! کلیجہ تھام کر اور جگر پر ہاتھ رکھ کر سنئے
حضرت علقمہؓ جلیل القدر صحابی تھے مگر وہ اپنی بیوی کی باتوں میں
آجاتے تھے اور اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دے دیتے تھے ان کے اس
عمل سے والدہ ناراض تھی جب حضرت علقمہ کی موت کا وقت آتا ہے
صحابۂ کرام کی کوششوں کے باوجود ان کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی والدہ کو بلاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ علقمہ آپ کی نظروں میں کیسے ہیں فرماتی ہیں کہ علقمہ خوب نماز پڑھتا ہے روزے بہت رکھتا ہے صدقہ اور خیرات بہت زیادہ کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے اور علقمہ کے تعلقات کیسے ہیں کہتی ہیں میں اس سے ناراض رہتی ہوں وجہ معلوم کرنے پر بتاتی ہیں کہ وہ میرے مقابلہ میں اپنی بیوی کو ترجیح دیتا ہے، مجھ سے زیادہ اس کی بات مانتا اور سنتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علقمہ پریشانی کے عالم میں ہے تم اسے معاف کردو بوڑھی ماں کہتی ہیں میں اسے ہرگز معاف نہ کروں گی کیونکہ اس نے میرا بڑا جی دکھایا ہے، بوڑھی ماں کی یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ کو حکم دیتے ہیں کہ تم لکڑیاں لا کر آگ جلاؤ تا کہ اس میں علقمہ کو جلا دیا جائے ماں کی ممتا جوش میں آتی ہے، عرض کرتی ہیں کہ آپ میرے سامنے میرے بیٹے کو آگ میں جلائیں گے، میں اس کو برداشت نہیں کرسکتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے اگر تم چاہتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بیٹے کو معاف

اس کو معاف کر دو اس کر دے اور اس سے راضی ہو جائے، تو پہلے تم ان کو معاف کر دو اس کے بعد ماں نے حضرت علقمہؓ کو معاف کیا اور ان کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا، حضرت علقمہؓ کو دفن کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے قبرستان میں یہ فرمایا اے انصار و مہاجر! تم میں سے جو شخص اپنی بیوی کو ماں پر ترجیح دے گا اس پر خدا کی لعنت ہے نہ اس کے فرائض قبول ہیں نہ نوافل قبول ہیں۔

میرے بھائیو! عربی کا مقولہ ہے ''اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ'' انسان احسان کا غلام ہے والدین کے ہمارے اوپر اس قدر احسانات ہیں کہ ہم پوری زندگی ان کا بدلا نہیں چکا سکتے بچہ پیدا ہونے سے پہلے مسلسل نو مہینے تک ماں حمل اٹھائے پھرتی ہے، اس کے چلنے پھرنے سونے جاگنے کھانے پینے حتی کہ ہر چیز کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے نہ دوڑ سکتی ہے، نہ کود سکتی ہے، نہ من پسند کھانا کھا سکتی ہے نہ میٹھی نیند سو سکتی ہے، جب بچہ کی پیدائش کا وقت آتا ہے، تو دردزہ ماں کو کتنا تڑپاتا ہے، بھلا اس کا اندازہ ماں کے سوا کون لگا سکتا ہے، نہ جانیں کتنی مائیں اس درد کو برداشت نہیں کر پاتیں اور بچہ کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیتی ہیں بچہ پیدا ہونے کے بعد ماں اس کو دودھ پلاتی ہے،

پلاتی ہے، اس کو اپنے سے جدا نہیں کرتی بار بار پائخانہ پیشاب کراتی ہے، گندے کپڑوں کو بدلتی ہے، بچہ بیمار ہو جائے تو رات بھر بیٹھ کر گذار دیتی ہے، الغرض ماں اپنی اولاد کی خاطر اتنا بڑا مجاہدہ برداشت کرتی ہے کہ اس کی قیمت ادا نہیں کی جاسکتی ماں کی اس تکلیف کو زبان اور قلم دونوں بیان کرنے سے عاجز وقاصر ہیں، وہ باپ جس نے ابھی بچہ کی صورت بھی نہیں دیکھی خوشی کے مارے پھولا نہیں سماتا، بچہ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے کھانے پینے اوڑھنے بچھونے کا انتظام کرتا ہے، نرسوں اور ڈاکٹروں سے رابطہ میں رہتا ہے، رات دن اخلاص نیت کے ساتھ اللہ سے دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ! ولادت کا معاملہ آسان فرما اور مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔

اے نوجوانو ! والدین نے اپنی تمناؤں کا گلا گھونٹا اپنی ہر آرزو کو دفن کیا اپنے تمام جذبات کو قربان کیا مگر تیری ساری حسرتیں پوری کیں، اور تیری بھرپور جوانی کا انتظار کرتے رہے آج اگر وہ بڑھاپے کی آگ میں جل رہے ہیں اور تو جوان ہے تو بوڑھے والدین کی خدمت کر اور یاد رکھ تیری جوانی کا یہ نشہ ایک دن ڈھل جائے گا اور یہ جوانی تم سے بھی بے وفائی کر جائے گی تیری کمر جھک

جائے گی تو پریشان ہوگا اور لاٹھی ٹیکتا ہوا چلے گا، اس وقت تو سہارے کا محتاج ہوگا، اپنے بڑھاپے کا خیال کر اور والدین کے بڑھاپے کا سہارا بن کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا دل ٹوٹ کر عرش اعظم کو ہلا دے اور تمہارا یہ غرور خاک میں مل جائے اور دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرو دانے دانے کے محتاج ہو جاؤ، مصیبتوں کا پہاڑ تم پر ٹوٹ پڑے لوگ تمہارے دشمن بن جائیں اور فرشتے تم پر لعنت کرنے لگیں خدا اور اس کا رسول تم سے ناراض ہو جائے اور جہنم تمہارا ٹھکانہ بن جائے، دعا کیجئے اللہ پاک ہم سب کو اور پوری امت کو والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محبت رسول

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ الْمُحِبِّیْنَ الٰی یَوْمِ الدِّیْنِ: أَمَّا بَعْدُ!

فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَایُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ أَھْلِہٖ وَمَالِہٖ" وَقَالَ اَیْضاً "مَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِیْ الْجَنَّۃِ"۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

بزرگو اور دوستو! آج کی اس مبارک محفل میں میری گفتگو کا عنوان محبت رسول ہے محبوب دو جہاںؐ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا: کہ تم میں سے کوئی انسان اس وقت تک

کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی انسان اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں یہ سن کر عمر فاروقؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے، آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں آپؐ نے فرمایا اے عمرؓ اب تمہارا ایمان کامل ومکمل ہے۔

اے مسلمانو ! دنیا کی ہر چیز کے مقابلہ میں سرکار مدینہؐ سے محبت کرنا کامل ایمان کی علامت ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ رب کائنات نے ذات اقدسؐ میں وہ تمام چیزیں کامل ومکمل طریقہ پر پیدا فرمائیں جن کی وجہ سے انسان کسی سے محبت کرتا ہے، اگر کمالات کا باب کھول دیا جائے تو صاف پتہ چلتا ہے ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں میں کوئی بھی آپؐ کے ہم پلہ نہیں ہے، بلکہ ہمارا دعوہ اور

عقیدہ ہے کہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک تمام نبیوں اور رسولوں کو جو کمالات عطا کئے گئے رب کائنات نے وہ تمام اوصاف وکمالات اپنے حبیب پاکؐ میں جمع فرمادیئے تھے، آپ نے جود وسخاوت کے دریا بہائے آپ نے عرب کے ظالمانہ ماحول میں عدل وانصاف کے جھنڈے قائم کئے چنانچہ فرمایا اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا، آپ کی فصاحت وبلاغت کا عرب وعجم یعنی پوری دنیا جواب نہیں دے سکی، آپ کی حیاء کا یہ عالم کہ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیاء تھی۔ آپ کی تواضع اس قدر کہ غلاموں اور خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیتے، آپ کی خوش اخلاقی کی یہ حالت کہ حضرت انسؓ کو دس سالہ دور خدمت میں کبھی اف تک نہ کہا، آپ کی شجاعت وبہادری کا یہ عالم کہ جنگ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں لڑکھڑانے کے باوجود تنہا دشمن کو للکارتے رہے، آپ کی سچائی کا یہ حال کہ ابوجہل جیسے دشمن نے آپ کی صداقت کا اعتراف کیا، آپ کے عفوودرگذر کا یہ بے مثال نمونہ کہ فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے صحابہ کے خون کے پیاسوں کو معاف کردیا۔

اسلام کے متوالو! حسن وجمال کی بنا پر بھی انسان

کسی سے محبت کرتا ہے یوں تو خدا کا ہر نبی حسین وجمیل ہوتا ہے مگر سرکار مدینہ ﷺ کا حسن وجمال ساری کائنات سے بڑھ کر ہے، حضرت حسانؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ حسین وجمیل نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی کی ماں نے جنا ہی نہیں، حضرت جبرئیلؑ فرماتے ہیں کہ میں کائنات کے کونے کونے تک پھرا ہوں مشرق سے مغرب تک میں نے سفر کیا ہے، میں نے ان حسینوں کو بھی دیکھا ہے جن کے حسن وجمال کی پوجا کی جاتی ہے، لیکن اے آمنہ کے لال تو بے مثال اور لاجواب حسن کا مالک ہے، جی ہاں مصر کی عورتوں نے حسن یوسف کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کو دیکھ کر عاشقوں نے گردنیں کٹا دیں۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضیٰ داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرات! احسان کی بنا پر بھی محبت کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ انسان احسان کا غلام ہے یعنی انسان اپنے محسن سے محبت کرتا

ہے اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ رب کائنات کے بعد سب سے زیادہ احسانات کرنے والی ذات، ذات محمدؐ ہے، دوست واحباب کے مقابلہ میں رشتہ داروں کے مقابلہ میں ماں باپ کے مقابلہ میں اساتذہ اور بڑوں کے مقابلہ میں گاؤں کے مکھیا اور پردھانوں کے مقابلہ میں علاقہ کے ایم پی اور ایم ایل اے کے مقابلہ میں ملک کے صدر اور وزیر اعظم کے مقابلے میں حتی کہ ساری کائنات کے مقابلہ میں سب سے بڑے محسن محبوب دوجہاںؐ ہیں۔

آپ نے مکہ کی زمین پر اونٹ چرانے والوں کو زمانہ کا امام بنادیا آپ نے مزدوروں اور غلاموں کے حقوق سکھائے، آپ نے بیوہ عورتوں سے نکاح کر کے انہیں عزت بخشی، آپ نے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا دروازہ بند کیا، آپ نے انسانی خون کو کعبہ سے بھی زیادہ محترم قرار دیا۔

میرے دوستو! قیامت کا ہولناک منظر ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا آدم صفی اللہ نفسی نفسی کہتے ہوں گے، ابراہیم خلیل اللہ نفسی نفسی کہتے ہوں گے، موسیٰ کلیم اللہ نفسی نفسی کہتے ہوں گے، عیسیٰ روح اللہ نفسی نفسی کہتے ہوں گے، مگر قربان جائیں ذات محمدؐ

پر جو کہ امتی کہتے ہوں گے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

خون تشبیہ نچوڑوں تو بھی حاصل کیا ہے
تجھ سا کوئی نہ تھا کوئی نہیں آنے والا

الغرض وہ تمام اوصاف وکمالات جن کی بناء پر انسان کسی سے محبت کرتا ہے، میرے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل ومکمل طور پر موجود تھے، لہٰذا میرا اور آپ کا اور پوری امت کا یہ فرض بنتا ہے کہ آپؐ سے محبت کی جائے جیسا کہ اللہ کے نیک بندوں نے اس محبت کا حق ادا کیا ہے۔

اے مسلمانو !تم نے لیلیٰ اور مجنوں کی محبت کی داستان سنی ہوگی۔

تم نے شیریں اور فرہاد کے عشق کا قصہ سنا ہوگا، تم نے ہیرا رانجھے کے پیار کی کہانی سنی ہوگی، تم نے دنیا کے کسی اور عاشق ومعشوق کا قصہ سنا ہوگا۔

آؤ میں تمہیں محبت کی سچی کہانی تاریخ کی زبانی سناتا ہوں، ایک صحابیؓ کی ڈاڑھی میں دو بال تھے اور ایک بال ہوا میں اڑ رہا تھا، کسی نے دیکھ کر مذاق اڑایا تو صحابی نے فرمایا کیا میں ان بے وقوفوں کی وجہ

سے اپنے حبیب ﷺ کی سنت کو ترک کر دوں گا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، ایک کسان صحابی ہیں اپنے کھیت میں ہل چلا رہے ہیں اچانک خبر ملتی ہے کہ محبوب دوجہاں ﷺ وفات پا چکے ہیں کسان صحابی ہل چلانا بند کر دیتے ہیں دعاء کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اے اللہ میرے ان کانوں کو بہرا کر دے جن سے اپنے محبوب ﷺ کی باتیں سنا کرتا تھا، آج کے بعد دنیا کے کسی انسان کی آواز کو سننا نہیں چاہتا، اے اللہ ان آنکھوں کو اندھا کر دے جن سے اپنے محبوب ﷺ کا دیدار کیا کرتا تھا آج کے بعد دنیا کی کسی چیز کو دیکھنا نہیں چاہتا کسان صحابی مستجاب الدعوات تھے اللہ نے دونوں دعا قبول فرمائیں، اور اسی وقت اندھے اور بہرے ہو گئے، ایک صحابی محبوب دوجہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ قیامت کب آئیگی آپ ﷺ نے فرمایا تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے، جواب دیتے ہیں میں نے اس کے لئے بہت زیادہ تیاری تو نہیں کی ہے نہ میرے پاس نمازیں زیادہ ہیں نہ روزے زیادہ ہیں اور نہ صدقہ وخیرات زیادہ ہیں لیکن مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے یہ سن کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کل قیامت میں اسی

کے ساتھ رہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو، حدیبیہ کے موقعہ پر حضرت عثمان غنیؓ سے کفار مکہ نے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لئے کہا تو فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عثمان طواف نہیں کرسکتا مدت دراز کے بعد طواف جیسی اہم عبادت کا موقعہ ملا مگر اپنے حبیبؐ کے بغیر طواف کرنا گوارہ نہ کیا جنگ احد کے دوران مدینہ میں یہ خبر پھیل جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے پورے مدینہ میں کہرام مچ جاتا ہے، عورتیں روتی ہوئیں گھروں سے باہر نکل آتی ہیں ایک انصاری عورت ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی سواری پر سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف چل دیتی ہیں پتہ چلتا ہے کہ اس جنگ میں تمہارا باپ اور بیٹا دونوں شہید ہو گئے تمہارا شوہر اور بھائی بھی شہید ہو گئے قربان جائیں اس عورت پر کہ گھر والوں کی شہادت سن کر بھی آگے چلی جارہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کرنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہے بالآخر آپ تک پہنچ جاتی ہے اور محبوب دوجہاںؐ کی چادر کا کونہ پکڑ کر کہتی ہے کہ ہر مصیبت آپ کے بعد آسان ہے اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے کسی نے فرمایا:

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دیں تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

اسلام کے نوجوانو! تاریخ کے صفحات پر ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں واقعات ایسے ملیں گے جن سے سچی پکی محبت کا ثبوت ملتا ہے، دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم سب کو اور پوری امت کو ایسی محبت نصیب فرمادے آقائے دوجہاں کے پاس یعفور نام کا ایک گدھا تھا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا صدمہ برداشت نہ کرسکا اور روتے روتے ایک کنویں میں گر کر مر گیا مسجد نبوی میں منبر کی تعمیر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر تیار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹیک لگانا بند کردیا، یہ اپنے محبوب کی اس جدائی کو برداشت نہ کرسکا اور بلک بلک کر رونے لگا، میرے آقا نے اس بے جان لکڑی کو سینے سے لگایا تو اس نے رونا بند کردیا۔

میرے دوستو! سچی پکی محبت کا انداز دیکھئے کہ روضۂ اقدس پر سالوں سال حدیث کا درس دینے والے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جب ہندوستان تشریف لاتے ہیں تو اپنے

ساتھ مدینہ طیبہ کے کھجوروں کی گٹھلیاں پیس کرلاتے ہیں اور ہر بیمار کو اسی کی پڑیا پیش کرتے ہیں، کسی نے عرض کیا کہ حضرت ہر بیمار کو یہی پڑیا عطا کرتے ہیں یہ کیا چیز ہے تو فرمایا یہ کوئی خاص نسخہ نہیں ہے بلکہ مدینہ کی گٹھلیاں ہیں حسین احمد مدنی کا عقیدہ ہے کہ تمہارے ڈاکٹروں اور حکیموں کی دوا میں وہ اثر نہیں جو میرے محبوب کے مدینہ کی گٹھلیوں میں ہے، یہی حسین احمد مدنی ہیں جو رات کے اندھیروں میں سرکار دو جہاں کے روضۂ اقدس کی جگہ کو اپنی ڈاڑھی مبارک سے صاف کردیا کرتے تھے، سبحان اللہ، یہ ہے عشق رسول، اللہ پاک ہمیں بھی عطا فرمائے۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ حج کا سفر کررہے ہیں مدینہ سے سات میل پہلے ہی اپنی اونٹنی سے اتر جاتے ہیں سر سے پگڑی اتار دیتے ہیں پیروں سے جوتا اتار دیتے ہیں درود پڑھتے ہوئے روتے ہوئے جارہے ہیں کوئی کہتا ہے کہ حضرت مدینہ ابھی سات آٹھ میل دور ہے تو فرماتے ہیں کہ میرے محبوب اس جگہ جانور چرانے آتے تھے اور جس جگہ محبوب دو جہاںؐ کے جانور آئے ہوں وہاں قاسم نانوتوی جوتا پہن کر کیسے چل سکتا ہے کئی

مہینہ تک مدینہ منورہ میں قیام فرماتے ہیں مگر نہ تو مدینہ کی سرزمین پر جوتا پہنتے ہیں اور نہ سواری پر سوار ہوتے ہیں اور نہ مدینہ پاک کی سرزمین پر تھوکتے ہیں۔

میرے دوستو! ہمارے تمام اکابر نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کا نمونہ پیش کیا ہے چاروں اماموں نے سچی محبت کا نمونہ پیش کیا ہے تابعین اور تبع تابعین نے سچی محبت کا نمونہ پیش کیا ہے صحابۂ کرام نے سچی محبت کا نمونہ پیش کیا ہے انسان تو انسان درختوں نے پتھروں نے اور جانوروں نے محبت کا نمونہ پیش کیا ہے آؤ ہم سب مل کر اس بات کا عہد و پیمان کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی پکی محبت کریں گے اور اپنے ایمان کو کامل و مکمل کریں گے اللہ ہم سب کو اور پوری امت کو سچی پکی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

موت
اور اس کی تیاری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی أمَا بَعْدُ!

فَأعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ،بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَقَالَ ''کُلُ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ'' وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ'' کُنْ فِی الدُّنْیَا کَأنَّکَ غَرِیْبٌ أوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

زندگی اک دن گذرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

میرے پیارے دوستو! آج کی اس مبارک مجلس میں میری تقریر کا عنوان وہ چیز ہے جس پر ساری دنیا کے لوگ متفق ہیں جو بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے جدا کر دیتی ہے جو بچوں کو ماں باپ سے اور ماں باپ کو بچوں سے علیحدہ کر دیتی ہے، جو سچے دوستوں کے درمیان غم کا پہاڑ کھڑا کر دیتی ہے جو سمندروں کی موجوں میں بھی آجاتی ہے، اور جنگلوں کے سناٹے میں بھی، جو کوٹھی بنگلے اور محفوظ قلعوں میں بھی آجاتی ہے اور آسمان میں اڑتے ہوئے راکٹ اور جہازوں میں بھی، نہ اس کی پکڑ سے بڑے بڑے منصب اور عہدے والے محفوظ ہیں نہ ہی امیر اور دولت مند، رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے اس کے لئے برابر ہیں، نہ اسے چاند جیسے حسین اور خوبصورت چہروں پر ترس آتا ہے، اور نہ ہی دارا، سکندر، اور رستم جیسے پہلوانوں کی طاقت سے وہ خوف کھاتی ہے، عالم ہو یا

جاہل، مسلم ہو یا کافر وہ سب کی تاک میں رہتی ہے، بڑے بڑے سائنس داں، ڈاکٹروں اور ماہرینِ فن پر اس کی نظر ہے، نہ جانے کتنے گھروں کو اس نے اجاڑا اور برباد کیا اور نہ معلوم کتنے پلان اور منصوبے اس کے سامنے فیل ہو گئے بڑے بڑے سورماؤں کو اس نے ٹھکانے لگا دیا ہے، نمرود کی بادشاہت اور قارون کی دولت، اور فرعون کا تکبر اس نے خاک میں ملا دیا ہے، ہلاکو اور چنگیز خان جیسے ظالموں کو بھی اس نے نہیں بخشا، موسیٰ جیسے کلیم اور ایوب جیسے صابر کو بھی اس نے نہیں چھوڑا، اور ابراہیم جیسے خلیل اللہ اور اسماعیل جیسے ذبیح اللہ کو بھی اس نے نہیں چھوڑا، حتی کہ حبیب اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہ حاضر ہوئی، جی ہاں یہی وہی چیز ہے جسے ہم اور آپ موت کہتے ہیں۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

یہ دنیا دار فانی ہے جو آتا ہے سو جاتا ہے
نہ اس میں انبیاء ٹھہرے نہ اس میں اولیاء ٹھہرے

پیارے دوستو! موت اللہ کا اٹل فیصلہ ہے، قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ" جو کوئی زمین میں ہے فنا ہونے والا ہے، نیز فرمایا "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ"

ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، نیز فرمایا "قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِیْكُمْ" اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے، بیشک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور بالضرور تم سے ملاقات کرے گی، نیز فرمایا "اَیْنَ مَاتَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ" تم جہاں بھی ہو موت تم کو پکڑ لے گی اگر چہ تم مضبوط قلعوں میں ہو، رات دن کا ہمارا تجربہ ہے کہ اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جانا ہے۔ اس دنیا میں بہت سارے انسان آئے مگر چل بسے بہت سے امیر آئے بہت سے غریب آئے سب چل بسے، بہت سے عقلمند آئے بہت سے فصیح وبلیغ آئے سب چل بسے، بہت سے بادشاہ آئے بہت سے وزیر آئے سب چل بسے، بہت سے محدث آئے بہت سے فقیہ آئے سب چل بسے، بہت سے مبلغ آئے بہت سے امام آئے سب چل بسے، بہت سے لکھپتی آئے کروڑ پتی آئے بہت سے ارب پتی کھرب پتی آئے سب چل بسے، یوسفؑ جیسے حسین اسماعیلؑ جیسے فرمانبردار بھی دنیا میں نہ رہے، عمرؓ جیسے فاتح اور ابوبکرؓ جیسے صدیق بھی دنیا میں نہ رہے، عثمانؓ جیسے باحیا اور علیؓ جیسے بہادر بھی دنیا میں نہ رہے، الغرض جو بھی اس دنیا

میں آیا باقی نہ رہا، کسی نے سچ فرمایا:

کس کو رستگاری ہے
موت سے
آج وہ تو کل ہماری باری ہے

میرے بھائیو ! موت کی تیاری کریں چوں کہ دنیا ہمارے واسطے مستقل نہیں بلکہ مسافر خانہ ہے، شہنشاہ دو جہاںؐ نے فرمایا ''کُنْ فِی الدُّنیا کَأنَّکَ غَرِیْبٌ أوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ '' دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی اجنبی یا راہ چلتا مسافر، ایک شخص نے حضورؐ سے پوچھا سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے فرمایا جو شخص کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے، اور اس کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے، حضرت نوحؑ سے ملک الموت نے پوچھا آپ کی عمر تمام نبیوں سے زیادہ ہوئی ہے دنیا کو آپ نے کیسا پایا جواب دیا میں نے دنیا کو اور اتنی لمبی عمر کو ایسا محسوس کیا جیسے کسی مکان کے دو دروازے ہوں ایک سے داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا۔

شاعر کہتا ہے:

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اے انسان ذرا سوچ !اور موت کی تیاری کر!

ہوسکتا ہے اس سال یا اس مہینہ یا اس ہفتہ مرنے والوں میں تیرا نام لکھا جا چکا ہو، ہوسکتا ہے تیری زندگی کے دن پورے ہو چکے ہوں، ہوسکتا ہے تیرے سینے میں اترنے والی گولی بازار میں آ چکی ہو، ہوسکتا ہے جس ریل، موٹر، کار، گاڑی میں تو سوار ہے وہ حادثہ کا شکار ہو جائے، ہوسکتا ہے جس کوٹھی بنگلہ میں تو رہتا ہے وہ زلزلہ سے تباہ و برباد ہو جائے ہوسکتا ہے صحیح سالم ہونے کے باوجود ہارٹ اٹیک ہو کر تیرا خاتمہ ہو جائے، ہوسکتا ہے تیرے کفن کا کپڑا دوکان پر آ چکا ہو، ہوسکتا ہے موت دھیرے دھیرے تیرے مکان کی چوکھٹ پر آ پہنچی ہو جی ہاں یہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

مگر اے انسان !تو موت سے بے خبر ہے، تیری زندگی مختصر ہے مگر تیرے پلان اور منصوبے اتنے لمبے ہیں کہ عمر نوح مل جائے تو پورے نہ ہوں۔

مسلمانو !موت کی تیاری کرو ورنہ یادرکھو کہ ایک دن وہ ہوگا کہ ائیر کنڈیشن اور نرم نرم گدوں اور بستر پر سونے والے مٹی پر سو رہے ہوں گے، روزانہ کپڑے بدلنے والے ہزاروں من غبار میں پڑے ہوں گے، صابون سے نہانے والوں پر دھول جمی ہوگی، اترا کر اور اکڑ کر چلنے والے عاجز اور بے بس ہوں گے، تکبر کے بول بولنے والے خاموش پڑے ہوں گے، جی ہاں موت کے بعد قبرستان میں یہی حال ہوگا، مگر افسوس صد افسوس آج کل ہم نے قبرستان کو بھی میلا بنالیا ہے۔

صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں جو انسان بغیر نیک عمل کے قبر میں جارہا ہے اسے سمجھنا چاہئے کہ دریا میں بغیر کشتی کے جارہا ہے اب ڈوبنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔

حضرات !ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیزؒ ایک جنازہ کے ساتھ قبرستان جاتے ہیں قبرستان میں ایک جگہ الگ بیٹھ کر سوچنے لگتے ہیں کہا جاتا ہے، اے امیر المؤمنین آپ اس جنازہ کے ولی اور ذمہ دار ہیں الگ بیٹھنے کی وجہ کیا ہے، فرماتے ہیں مجھے قبر نے آواز دی ہے وہ کہتی ہے کہ اے عمر بن عبدالعزیزؒ تو مجھ سے یہ نہیں پوچھتا

کہ میں آنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کرتی ہوں؟ میں نے اس سے کہا بتائیے وہ کہتی ہے میں آنے والے کا کفن پھاڑ دیتی ہوں، بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں، گوشت کھا جاتی ہوں، کندھوں کو بازوؤں سے جدا کر دیتی ہوں، کلائیوں کو پنجوں سے الگ کر دیتی ہوں، پنڈلیوں کو گھٹنوں سے اور رانوں کو سرینوں سے الگ کر دیتی ہوں، یہ کہہ کر عمر بن عبدالعزیزؒ رونے لگتے ہیں۔

اے مسلمانو !موت بالکل یقینی ہے اور موت کے بعد کا سفر بڑا مشکل ہے لہٰذا اس کی تیاری کرو رسول پاکﷺ نے فرمایا'' مُوْتُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا '' (مرنے سے پہلے ہی موت کی تیاری کرلو) سیدالانبیاء تاجدار مدینہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کی فکر میں اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی، عثمان غنیؓ، کی ڈاڑھی میں جب بال سفید ہوئے تو آئینہ دیکھ کر رونے لگے۔ اور فرمایا: موت کی نشانی آ چکی ہے مگر عثمان نے آخرت کی تیاری نہیں کی، حضرت شاہ بہلولؒ نے اپنے گھر میں قبر کھدوا رکھی تھی روزانہ صبح وشام جا کر اس میں سو جاتے، روتے اور فرماتے کہ یہ میرا اصلی گھر ہے بتیس سال کی عمر میں سکندر ذوالقرنین نے پوری دنیا کو فتح

کرلیا، مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک اس کی حکومت کا جھنڈا لہراتا تھا جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو اپنے خادموں کو بلا کر ایک نصیحت کرتا ہے کہتا ہے کہ جب میرا انتقال ہو جائے، اور میرے تن بدن سے میری روح نکل جائے غسل کے بعد مجھے کفن پہنا دیا جائے تو میرے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکال دینا، خادم لوگ یہ نصیحت سن کر عرض کرتے ہیں کہ بادشاہ سلامت ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے اس لئے کہ کفن سے دونوں ہاتھ باہر دیکھ کر دنیا کے لوگ طعنہ دیں گے اور کہیں گے بڑا لالچی بادشاہ ہے پوری دنیا پر حکومت کے باوجود مرنے کے بعد بھی لالچ کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے، سکندر ذوالقرنین نے فرمایا: میری اس نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا اس بات کو جان لے کہ پوری دنیا پر حکومت کرنے والا بادشاہ بھی اس دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہے، اور اس کے ساتھ جانے والی چیز صرف اعمال ہیں۔

محترم دوستو !بات کو مختصر کرتے ہوئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ موت آتے ہی ساری دنیا چھوٹ جائے گی ،کوئی چیز کام نہ آئے گی نہ اولاد کام آئے گی نہ یار و رشتہ دار کام آئیں گے نہ دوکان

ومکان کام آئیں گے، نہ کارخانے اور فیکٹریاں کام آئیں گے، نہ یار ودوست کام آئیں گے، نہ تعلقات کام آئیں گے، نہ تجارت کام آئیگی، نہ کھیتی کھلیان کام آئیں گے، نہ اسکیمیں کام آئیں گی، اور نہ ہی ہوشیاری وچالاکی کام آئے گی، الغرض ساری دنیا چھوٹ جائے گی، اور بس اعمال کام آئیں گے۔

جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کا جنازہ جب قبر میں اتارا جاتا ہے تو ابوذر غفاریؓ قبر کو مخاطب بنا کر کہتے ہیں اے قبر! کیا تجھے معلوم ہے کیسی پاک ذات اور بڑی ہستی کو لے کر ہم تیرے پاس آئے ہیں یہ سیدالانبیاء کی بیٹی ہے، شیر خدا حضرت علیؓ کی بیوی ہے، حسن حسینؓ کی ماں ہے، یعنی فاطمۃ الزہراؓ ہیں، قبر کو اللہ نے زبان عطا فرمائی جواب آتا ہے اے ابوذر! میرے یہاں حسب ونسب نہیں دیکھا جاتا بلکہ اعمال دیکھے جاتے ہیں، دعا کیجئے خدائے پاک ہم سب کو موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

بدنیا گر کسے پائندہ بودے

ابوالقاسم محمد زندہ بودے

منتخب اشعار

(۱)

انجام اس کے ہاتھ ہے آغاز کر کے دیکھ
بھیگے ہوئے پروں سے پرواز کر کے دیکھ

(۲)

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

(۳)

نہ مانو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستاں تک نہ ہوگی داستانوں میں

(۴)

چپ ہوں کسی سبب سے مجھے پتھر نہ جان
دل پر اثر ہے تیری بات بات کا

(۵)

متحد ہو تو بدل سکتے ہو نظام عالم
منتشر ہو تو مرد شور مچاتے کیوں ہو

(۶)

ارادے جنکے پختہ ہوں نظر جنکی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

(۷)

شراب زندگی مانگی تو زہر غم ملا مجھکو
یہ میرا ظرف تو دیکھو اٹھا کر پی لیا میں نے

(۸)

یہ دنیا دار فانی ہے جو آتا ہے سو جاتا ہے
نہ اسمیں انبیاء ٹھہرے نہ اسمیں اولیاء ٹھہرے

(۹)

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

۶۲

(١٠)

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

(١١)

مانگ تجھے کتنے لہو کی حاجت ہے
جان سے پیاری ہمیں شہادت ہے

(١٢)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(١٣)

آج بھی ہو جو ابراہیم سا جذبہ پیدا
آگ کرسکتی ہے انداز گلستاں پیدا

(١٤)

سانپوں کے مقدر میں وہ زہر کہاں ہوگا
انسان عداوت میں جو زہر اگلتا ہے

(۱۵)

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

(۱۶)

ستمگر تجھ سے امید وفا ہوگی جسے ہوگی
مجھے تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

(۱۷)

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

(۱۸)

اثر جب طالبان علم پر ہوتا ہے شیطان کا
خیال شاعری میں وقت کو برباد کرتے ہیں

(۱۹)

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

(۲۰)

بہت مدت میں لائے ہو تشریف
خوش تو ہیں آپ کے مزاج شریف

(۲۱)

دست نازک بڑھایئے صاحب
پان حاضر ہے کھایئے صاحب

(۲۲)

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

(۲۳)

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی حسرت یہی آرزو ہے

(۲۴)

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہ رو منزل ہی نہیں

(٢٥)

کسی کے ظرف سے بڑھکر نہ کر مہر و وفا ہرگز
کہ اس بے جا شرافت کا برا انجام ہوتا ہے

(٢٦)

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پر حماقت تو دیکھئے

(٢٧)

مٹا دو اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہو
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

(٢٨)

لباس پارسائی سے شرافت آ نہیں سکتی
شرافت نفس میں ہوگی تو انسان پارسا ہوگا

(٢٩)

کل تین سو تیرہ تھے لرزتا تھا زمانہ
ہیں آج کروڑوں بھی غلامی کے حوالے

(۳۰)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

(۳۱)

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہ رو آتے گئے کارواں بنتا گیا

(۳۲)

میری ہمت کو سراہو میرے ہمراہ چلو
میں نے ایک شمع جلائی ہے ہواؤں میں

(۳۳)

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(۳۴)

طویل عمر ہے درکار اس کے سننے کو
ہماری داستاں اوراقِ مختصر میں نہیں

(٣٥)

منصف کی آستیں میں ہے خنجر چھپا ہوا
انصاف کرنے والا ہی قاتل ہے آج کل

(٣٦)

ایک کہانی وقت لکھے گا نئے مضمون کی
جسکی سرخی کو ضرورت ہے ہمارے خون کی

(٣٧)

خون تشبیہ نچوڑوں بھی تو حاصل کیا ہے
تجھ سا کوئی نہ تھا کوئی نہیں آنے والا

(٣٨)

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے
دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

(٣٩)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(۴۰)

مرد حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

(۴۱)

اس دور کا ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

(۴۲)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

(۴۳)

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

(۴۴)

خلاف راہ پیغمبر قدم جو بھی اٹھائے گا
کبھی رستہ نہ پائے گا کبھی منزل نہ پائے گا

(۴۵)

اپنی یادوں کے چراغوں کو ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

(۴۶)

پھولوں کی طرح ہنس کر گزرتی رہے حیات
غم تمہارے قریب نہ آئے خدا کرے

(۴۷)

جو پہنچا حشر میں ثاقب فرشتے سب پکار اٹھے
محمد کے غلاموں کے غلاموں کا غلام آیا

(۴۸)

الٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگان عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لئے

(۴۹)

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

(۵۰)

بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

(۵۱)

لو جان بیچ کر بھی جو علم و ہنر ملے
جہاں ملے جس سے ملے جس قدر ملے

(۵۲)

ٹپکتی ہے اداؤں سے برستی ہے نگاہوں سے
عداوت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

(۵۳)

اس ملک کی تاریخ کے اوراق ہیں شاہد
از روئے تصور بھی تو غدار نہیں ہم

(۵۴)

بہار اب جو گلشن میں آئی ہوئی ہے
یہ ٹہنی ہماری لگائی ہوئی ہے

(۵۵)

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر دیا جس نے جوانی کو

(۵۶)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۵۷)

ہوا ہے تجربہ مجھ کو یہی اس دار فانی میں
نہیں اولاد سے بڑھ کر کوئی ایذا رسانی میں

(۵۸)

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی

(۵۹)

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحدہٗ لا شریک لہ می گوید

(۶۰)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(۶۱)

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر

(۶۲)

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکر آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

(۶۳)

خدمت مادر پدر کن صبح وشام
تا کہ باشی در دو عالم نیک نام

(۶۴)

آخرت کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

(۶۵)

مسیحا جب ہوں خود بیمار پھر لیویں دوا کس سے
خضر ہی راہ بھٹکے ہوں تو پوچھیں راستہ کس سے

(۶۶)

یہ کچھ لازم نہیں انساں کی ہر چاہت ہی پوری ہو
ہوائیں چل رہی ہیں کشتیاں جن کو نہیں چاہتیں

(۶۷)

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(۶۸)

کس کس کی نظر کو دیکھیں ہم، ہم سب کی نظر میں رہتے ہیں
تقدیر ہماری ایسی ہے ہر وقت سفر میں رہتے ہیں

(۶۹)

دوسروں کے درد کا احساس ہوتا ہے کسے
ہنس دیا کرتے ہیں گل شبنم کو روتا دیکھ کر

(۷۰)

مجھے سمجھنے کی کوشش نہ کیجئے ورنہ
سمجھ کر آپ مجھے خود کو بھول جائیں گے

(۷۱)

ایک قیامت ہے جو ہر روز گذر جاتی ہے
تم نے دیکھا ہی نہیں نقشہ میری تنہائی کا

(۷۲)

محبت کیا ہے تاثیر محبت کس کو کہتے ہیں
تیرا مجبور کردینا میرا مجبور ہوجانا

(۷۳)

حسن والے حسن کا انجام دیکھ
ڈوبتے سورج کو وقتِ شام دیکھ

(۷۴)

ان حسینوں نے ہزاروں بستیاں بدنام کیں
بُوم تو الّو کا پٹھا مفت میں بدنام ہے

(۷۵)

تڑپتی کیوں ہے اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
کہ تیرے اشک جس جا گر پڑیں گلزار پیدا ہو

(۷۶)

نہیں ملتا ہے کوئی راز داں جس سے کہ یہ پوچھوں
شمع کی لو سے کیا کہہ کر لپٹ جاتے ہیں پروانے

(۷۷)

جو اتر نہ جائے دل میں وہ صدا صدا نہیں ہے
جو نہ عرش کو ہلا دے، وہ دعا دعا نہیں ہے

(۷۸)

میری تھیلی کو الفت ہی نہیں روپیوں پیسوں سے
کہ جو کچھ اس میں آتا ہے وہ باہر پھینک دیتی ہے

(۷۹)

حقیقت میں یہ دور کشمکش پھر بھی غنیمت ہے
ہمارے بعد اس دنیا کی حالت دیکھئے کیا ہو

(۸۰)

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

(۸۱)

گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

(۸۲)

قُویٰ بیکار ہوتے ہیں بہت آرام کرنے سے
نکھار آتا ہے انساں پر ہمیشہ کام کرنے سے

(۸۳)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم ونازک بے اثر

(۸۴)

بچھڑ کر خوش رہو ہم سے تو جاؤ
کہ تنہائی میں آسائش بہت ہے

(۸۵)

تعلق یاد آجائے تو آنا
ہمارے دل میں گنجائش بہت ہے

(۸۶)

شاخ گل جھوم کے گلزار میں سیدھی جو ہوئی
پھر گیا آنکھ میں نقشہ تیری انگڑائی کا

(۸۷)

بشر راز دلی کہہ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے
نکل جاتی ہے جب خوشبو تو بیکار ہوتا ہے

(۸۸)

سر کے نیچے ہاتھ کیوں رکھے ہوئے ہو شام سے
لیجئے حاضر ہے تکیہ سویئے آرام سے

(۸۹)

گر گدھی کے کان میں کہہ دوں کہ ہوں تجھ پر فدا
ہے یقیں کامل کہ وہ بھی گھاس کھانا چھوڑ دے

(۹۰)

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ عقل و دانش ہے
چمکتا جو نظر آتا ہے سب سونا نہیں ہوتا

(۹۱)

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور
جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور

(۹۲)

زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور
قبر میں میت اترنی ہے ضرور

(۹۳)

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

تمت